ماضی کے جھروکوں سے

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ

امیر شریعتؒ اور فرنگی خانقاہ کے درویش

حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ (آف کندیاں شریف) جس زمانہ میں، دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ (ضلع سرگودہا) میں متعلم تھے، اس زمانہ میں جامع مسجد بھیرہ کی تولیت پر مولانا محمد یحییٰ بگویؒ اور مولانا ظہور احمد بگویؒ کے درمیان یار لوگوں نے تنازعہ پیدا کر دیا۔ مولانا ظہور احمد بگویؒ نے اپنا شرعی ثالث حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو بنایا اور مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ نے صاحبزادہ قمرالدین صاحب سیالویؒ کو اپنا ثالث بنایا۔ سیالوی صاحبؒ بوقتِ ضرورت خود تو تشریف نہ لاسکے مگر اپنی طرف سے صاحبزادہ سعداللہ صاحب کو بھیج دیا۔ یہ صاحبزادہ سعداللہ صاحب ضلع سرگودہا میں سرکار برطانیہ کے خاص سرکاری درباری آدمی تھے اور آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ جب یہ حضرات بھیرہ میں جمع ہوئے تو ان کے طعام کی خدمت پر حضرت مولانا خان محمد (مدظلہ) مقرر تھے۔ حضرت مولانا بیان فرماتے ہیں کہ صبح کی چائے کے دوران صاحبزادہ سعداللہ صاحب نے ایک سفید کاغذ حضرت امیر شریعتؒ کو پیش کیا اور کہا کہ آپ اس کاغذ پر صرف "سید عطاء اللہ شاہ بخاری بقلم خود" تحریر فرما دیں تو اس کے اوپر میں صرف ایک سطر یہ لکھ دوں گا کہ "میں آئندہ حکومت برطانیہ کی مخالفت نہیں کروں گا" اگر آپ ایسا کرنا منظور فرمائیں تو میں آپ کو بیس مربع آباد نہری زمین آج ہی دلا دیتا ہوں۔ اس سے آپ کی سات پشتیں مزے کریں گی اور آپ بھی شہر شہر پھرنے سے بچ جائیں۔ زندگی آرام و آسائش سے کٹے گی۔ اور آپ کی اس خدمت کے صلے میں مجھے بھی تین مربع نہری زمین مل جائے گی۔

حضرت امیر شریعتؒ مسکرائے اور صاحبزادہ سعداللہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر صرف اتنا فرمایا۔

"جی ہاں سائیں! آپ ہوئے جو فرنگی خانقاہ کے درویش!"

اور اب صاحبزادہ صاحب کا یہ حال تھا کہ بقولِ غالب

ع "نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے، نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے"

مجھے کب تک آزماؤ گے؟

حضرت امیر شریعتؒ کے جاں نثار ساتھی، حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ نے سنایا کہ حضرت شاہ جیؒ کو جو

کچھ مالی فتوحات ہوتی تھیں، آپ گنتے نہ تھے بلکہ کرتے کے لمبے سے بغلی جیب میں ڈال لیتے تھے۔ اور یہ حضرتؒ کا ساری عمر کا معمول تھا۔ مولانا میانویؒ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ شاہ جی! آپ روپے پیسے گنتے نہیں؟ فرمایا — بالکل نہیں، جو آتا ہے جیب میں ڈال لیتا ہوں۔ ضرورت پڑتی ہے تو حسب ضرورت نکال کر دے دیتا ہوں۔

پھر فرمایا —— جب سے میں نے سورۂ ھُمَزَہ کی آیت جَمَعَ مَالاً وَّعَدَّدَہٗ پڑھی ہے، پیسے گننے چھوڑ دئے ہیں۔ اور نہ گننے کے باوجود اللہ تعالیٰ میری جیب خالی نہیں ہونے دیتا۔

مولانا میانویؒ فرماتے تھے کہ جب شاہ جیؒ یہ فرما چکے تو جانے میرے دل میں کیا خیال آیا اور مجھے کیا سوجھی کہ میں نے ایک روز چپکے سے شاہ جیؒ کی جیب میں سے چونسٹھ (۶۴) روپے نکال لئے اور شاہ جیؒ کو پتا بھی نہ چلا! اب اس بات کو ایک عرصہ ہو گیا اور شاہ جیؒ کو اس حرکت کا شائبہ تک نہیں گزرا تو مجھے سخت ندامت اور پریشانی ہونے لگی کہ اب کیا کیا جائے؟ آخر ایک روز میں نے جی کڑا کر کے حضرتؒ سے تنہائی میں کہا کہ حضرت یہ کچھ پیسے ہیں، آپ قبول فرمالیں! شاہ جی اس اچانک "التفات" پر حیران ہوئے اور شگفتہ انداز میں فرمایا — "حضرت سخی سرور صاحب! یہ تو کہئے کہ یہ کیسے روپے ہیں؟ آج کا ہے کو عنایات ہو رہی ہیں؟" میں نے کہا — "شاہ جی کوئی خاص بات نہیں، بس آپ یہ قبول فرمائیں" لیکن شاہ جیؒ اس خلافِ معمول عمل کا پس منظر جاننے پر مُصِر ہو گئے۔ میرا گریز و انکار کچھ کام نہ آیا۔

فرمانے لگے — صاف بتاؤ بات کیا ہے؟

لاچار — میں نے عرض کی کہ شاہ جی! ایک دفعہ میں نے آپ سے سُنا تھا کہ آپ پیسوں کا حساب نہیں رکھتے اور میں نے یونہی ذرا آزمانے کو موقع پاکر آپ کی جیب سے چونسٹھ (۶۴) روپے نکال لئے۔ ایک عرصہ ہو گیا ہے کہ میں نادم بھی ہو رہا ہوں اور جرأت بھی نہیں کر پا رہا کہ آپ سے یہ ساری حقیقت کہہ ڈالوں۔ خدا کے لئے مجھے معاف فرما دیجئے اور یہ اپنے پیسے بھی لے لیجئے۔

مولانا میانویؒ فرماتے کہ جب میں نے شاہ جیؒ کو پیسے لوٹانا چاہے تو شاہ جیؒ یکبارگی متحیر سے ہوئے اور پھر کھلکھلا کر فرمایا "میانوی کب تک مجھے آزماتے رہوگے"۔ اور یہ کہہ کر پیسے لینے سے انکار کر دیا۔ پھر مسکرا کر فرمانے لگے

"یہ چوری کا مال ہیں تو لینے سے رہا اب تمہی استعمال کر لو"

یہ سنا کر مولانا میانویؒ اشکبار ہو جاتے! سبحان اللہ کیا شان ہے توکّل کی، اور پاک باطنی کی!